

روایت حلال کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے جس کے ساتھ بہت سارے اعمال دین وابستہ ہیں، البتہ یہ بات حقیقی ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرنا خصوصاً ایسے علاقوں میں جہاں پر ہر ایک اپنی رائے کو ایک حیثیت دیتا ہو جب کہ عمومی طور پر نفسانیت کا دور دوروہ ہے ایک مشکل اور کٹھن مسئلہ ہے۔

(۱) مذکور مسئلہ میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ روایہ حلال کے بارے میں فلکی حضرات کی بات کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اگر مسئلہ مذکورہ اپنی جگہ درست ہے تو شرعی گواہی پائے جانے کے بعد رد کرنے کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ ظاہری بات ہے مذکور مسئلہ میں رمضان ایک دن موخر شروع ہوا ہے۔ اس لیے اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔

ولا يعتد شرعاً بقول الفلكيين الذين يعتمدون على الحساب ولو كانوا عدو لا . (الفقيه الحنفي ج ۱ ص ۲۰۱)

وهل يرجع الى قول اهل الخبرة العدول ممن يعرف علم النجوم الصحيح انه لا يقبل كذافي السراج الوهاج ولا يجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه كذافي معراج الدرایہ . (عامیلی ج ۱ ص ۱۹۷)

(۲) حدیث شریف میں علم کے طلب کرنے کوفرض قرار دیا ہے اس سے مراد علم حال ہے یعنی زندگی میں جن جن حالات ہے آدمی گزرتا ہے ان الحال میں پیش آنے والے دینی فرائض کے احکام کا جانتا فرض ہے۔ اب اسکیں دوسروں کو بہانا بنا کر عمل نہ کرنا خود کی کوتاہی ہے۔ اللہ رب العزیز نے کلام پاک میں اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ و قالو اربا انا اطعنا سادتناو کبرائنا فاضلونا السبيلاء پار ۲۲۵۔ اسی طرح سورہ بقرہ میں بھی و قال الذين اتيعوا لوان لنا كرمه فتبرءوا منهم كما تبرءوا منا كذلك يريهم الله اعمالهم حسرات عليهم وماهم بخراجين من النار . سورة البقرہ۔

ان آیات کے پیش نظر نیز شریعت میں عدم علم کوئی عذر نہیں ہے۔ نیز لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ محققین علماء کے قول کا اتباع کرنا چاہیے ہر اتباع گرفت سے نہیں بچاتی اتباع محققین علماء کی معتبر ہے جو شرعی اصولوں سے محرف نہ ہوں لہذا جو لوگ فلکیاتی حساب کی وجہ سے گواہی کو رد کر رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور ان کی اتباع گمراہی ہے۔

جو لوگ فقط سائنس اور میکنالوجی کی بنیاد پر شرعی گواہی کو رد کر رہے ہیں وہ خود محققین کی فہرست میں ہیں ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کی صحیح سمجھی عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۱/ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
۲۵ / جنوری ۲۰۲۱ء

